شذرات

گزشتہ سے پیوستہ

اور وہ صبح و شام زمین پر سر بسجود ہیں ان کی رگوں میں اس قدر بلندی نہیں ہے کہ وہ اللہ کے آگے بھی نہ جھکیں اگر خدا کے سامنے جھکنے والے نہ ہوتے تو ان کے سائے (نور زمین میں) کسی جگہ پر نہ پڑتے مگر اللہ نے انہیں ایک قانون کا پابند بنا دیا ہے اور اس سے کوئی سرتابی نہیں کر سکتا۔ غرض اس آیت کا ترجمہ بیان ان کے نظریہ کے مطابق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کا قانون زمین و آسمان کی تمام کائنات پر جاری ہے اور یہی اللہ کو سجدہ کرنے کے مترادف ہے۔ اب جس وقت یہ چیزیں اللہ کے ہاں سر بسجود ہیں تو سمجھدار لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ آسمان و زمین کا مالک جو اللہ ہے صرف اسے پکارنا چاہیئے

۱۹ قل من رب السموٰت والارض قل اللہ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ کے آگے سربسجود ہیں وہی مدبر ہے تدبیر اور عبادت لازم و ملزوم ہیں قل افاتخذتم من دونہ وہ تو ایک قانون کے اندر چلتے ہیں اور ان میں یہ اختیار و قدرت نہیں کہ اپنے غرض کے مطابق چل سکیں بلکہ وہ اللہ کے قانون کے مطابق چلتے ہیں پھر تم ان کو اللہ کے سوا کیسے اپنا مالک بناتے ہو۔ قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر کیا اندھا اور آنکھوں والا تمہاری نظر میں یکساں ہو سکتا اس واسطے آنکھوں والے کی بات سن کر اندھے کی بات نہ ماننا چاہیئے ام ھل تستوی الظلمٰت والنور یا اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے اس واسطے نور کے مقابلے میں ظلمات یعنی تاریکی کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے ام جعلوا للہ کیا انہوں نے اور کوئی زمین و آسمان بنا لیا ہے کہ تم پریشان ہو رہے ہو کہ اب تم سوچ رہے ہو کہ کون سے خدا کو مانیں اب اس موجودہ زمین و آسمان کے مقابلے میں دوسرے زمین و آسمان بھی بنا دیئے گئے ہیں جب یہ حالت نہیں تو پھر زمین و آسمان کے مالک کو مانو۔ قل اللہ خالق کل شیئ ان تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور تم اس کی زبردست طاقت کو مانو۔ آیت ۱۴ اور ۱۵ میں ان لوگوں کا ذکر کیا جس کے دماغ کمزور ہیں اور اس لیے بے سمجھ ہیں آگے چل کر سوسائٹی میں جھگڑا پیدا کریں گے اگر فرک کے عقیدے سے انسانی سوسائٹی کو نقصان پہنچا

تو انبیاء کرام اس مسئلہ کو انا بحث میں لاتے یہ اگر چھوٹی سی غلطی ہے کہ انسان اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ توقع باندھے مگر اس سے آگے چل کر بہت سی غلطیاں پیدا ہوتی ہیں ان میں فرعون صفت بادشاہ استبداد والے پیدا ہوتے ہیں۔ جہالت کے پتلے مذہبی پیشوا بن کر بات کرتے ہیں اس واسطے اس کی جڑ کاٹنا ضروری ہے حضرت ابراہیم کے بعد یہ پہلو نہایت روشن دکھائی ہے قریش اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کی اولاد مانتے ہیں اور پھر توحید میں ان کے مختلف خیال ہو گئے۔ اس لیے قریش کو مختلف پہلو سے سمجھایا جاتا ہے حنیفی طریقہ کے پابند تھے اور بعد میں غلطیاں پیدا ہو گئیں اور اس واسطے ان غلطیوں کو مثالیں دیکر رفع کیا جاتا ہے آیت نمبر ۱۲ انزل من السماء ماء قریش کو سمجھانے کے لیے یہ مثال ہے آسمان سے بارش کرائی فسالت اودیۃ بقدرھا اور پھر اس بارش سے بارش کے مقدار سے چھوٹے بڑے نالے بہہ پڑے۔ ہماری زبان میں کہتے کہ بارش کے بعد ندی نالے چل پڑے ہیں اس جگہ عربی میں لفظ "اودیۃ" ہے مکہ کے لوگ ایک پہاڑی نالہ کے پہاڑ کے پاس رہتے ہیں صفا و مروہ کے قریب سے پانی آتا ہے اس کے اوپر جبل نور کے قریب ایک بند لگا ہوا ہے ورنہ بارش کے دنوں میں ایک نالہ چل پڑتا ہے۔ غرض اہل مکہ کے پاس روزانہ مثال ہے وہ اس مسئلہ کو واضح طور پر سمجھ سکتے ہیں اب اس نالہ کے پانی کو سامنے رکھ کر ایک مسئلہ بتایا جاتا ہے فاحتمل السیل زبدا رابیا نالے جو ہیں شروع ہوئے تو زمین کی قوت مل کر پانی کے اوپر جھاگ آجاتا ہے غرض پانی کا بہاؤ جب زیادہ ہوتا ہے تو وہ اپنے اوپر جھاگ لے آتا ہے یہ ایک مثال بتائی ہے جیسے قریش روزانہ دیکھتے ہیں۔ ومما یوقدون علیہ۔ اب اسی قسم کی دوسری مثال بتلائی کہ سونا چاندی پگھلاتے ہیں اس سے زیور کے بناتے ہیں یا لوہا پگھلاتے ہیں اور اس سے مختلف سامان بناتے ہیں۔ ان کے پگھلانے کے وقت بھی اوپر جھاگ آجاتی ہے۔ کذلک یضرب الحق والباطل اسی طرح سچ اور جھوٹ ملا دیتا ہے فاما الزبد فیذھب جفاء جھاگ چونکہ ایک بیکار چیز ہے جس کے ذریعہ بھی وہ خشک ہو جاتی ہے۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اور جو کارآمد چیز ہے وہ قائم رہتی ہے اور سرکنے کی چیز سوکھ جاتی ہے۔ کذلک یضرب الامثال کسی کو مثال دیکر سمجھانا یہ اچھا طریقہ ہے سمجھانے کا مثال دے کر قریش کے شکوک و شبہات رفع کیے جاتے ہیں۔ اب اس ندی نالے کو انسانی سوسائٹی سمجھئے زمین پر نشیب و فراز ہوتی ہے نشیب میں پانی بہہ جاتا ہے اور اوپر سے نشیب کی طرف آتا ہے الغرض یہ زمین کی حالت انسانی سوسائٹی کے مانند ہے بارش سے مختلف قسم کے ندی نالے شروع ہوتے

ہیں کسی میں پانی کم اور کسی میں پانی زیادہ اسی طرح انسانی سوسائٹی کی حالت ہے جس طرح ندی نالے کے بہنے کے طبعی اسباب ہیں انسانی سوسائٹی کے پیدا ہونے کے بھی ایسے اسباب ہیں جیسے ایک آدمی دوسرے سے ملتا ہے اور اس طرح مختلف لوگوں کے ملنے سے سوسائٹی پیدا ہوتی ہے اس سوسائٹی میں ایک بلند دماغ آدمی ہے اس کے دماغ میں پانی جمع ہونا شروع ہوتا ہے پھر وہ زمین پر برستا ہے تو انسانی سوسائٹی کو بلند علوم اور نہر ضروری تھے ان کی بارش اس سوسائٹی پر کرتی ہے جس طرح اللہ بارش برساتا ہے۔ اسی طرح علوم کی بارش بھی بارش برساتا ہے اور اس بارش سے سوسائٹی اپنے استعداد کے مطابق فائدہ اٹھاتی ہے بلند استعداد والے زیادہ فائدہ اور کم والے کم اٹھاتے ہیں اور بعض کچھ حاصل نہیں کرتے، جس طرح دریا، ندی نالے بارش لیتے ہیں اسی طرح علم و عرفان کی بارش ہے آنحضرت نے ایک مثال بتلائی فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ نے علم دیا ہے اس کی مثال بارش کی سی ہے اگر بارش ایسی زمین پر پڑے جو کھیتی کی قابلیت رکھتی تھی تو اس قسم کی زمین پر جب بارش پڑی تو مختلف قسم کی نباتات پیدا ہوں گی اس زمین کو طیب کہا گیا ہے۔ زمین کا دوسرا حصہ نشیب اور سخت ہے پانی کو وہ جذب نہیں کرتا مگر پانی صرف وہاں جمع ہو جاتا ہے جس سے لوگ پانی بھرتے ہیں یہ بھی مفید زمین ہے تیسری زمین ایک چٹیل میدان ہے نہ اس میں گھاس اگتی ہے نہ پانی جمع ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے علوم سے فائدہ حاصل کرنے کی یہ مثال ہے کہ پہلے دونوں طبقے تو میرے علوم سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور تیسرا طبقہ کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ نبوت کے علوم بطور بارش اور سوسائٹی بطور زمین کے یہ ہے مطلب مثال کا۔ اب قرآن کی مثال کی خاص روح پر بحث کی جاتی ہے جب بارش ہوتی ہے اور زمین پر پانی بہتا ہے تو گدلا پن یعنی جھاگ اٹھنا ضروری چیز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح علم اور سوسائٹی میں جو گدلا پن ہے یہ آپس میں مل جاتے ہیں یعنی سچ اور جھوٹ مل جاتے ہیں اب پانی کا بہاؤ سچ اس جھوٹ کو گم کر دیتا ہے یعنی وہ جھاگ کچھ عرصہ بعد گم ہو جاتی ہے جب پانی کسی تالاب یا کسی اور جگہ میں جا کر ملتا ہے تو جھاگ خود بخود دور ہو جاتی ہے اس طرح نبوت کے علوم گدلا پن کو دور کر دیتے ہیں اور مفید بن جاتا ہے اور زمین اس کو اپنا بنا لیتی ہے اس کے بعد اس علم سے بڑے بڑے قاعدے اور نتیجے نکلتے ہیں۔ اس انقلابی دور میں صحیح اور غلط باتوں کا آپس میں مل جانا صحیح طور پر تسلیم کر لینا چاہیئے ورنہ انسان صحیح تعلیم کو سمجھ ہی نہیں سکتا اس حق و باطل کے اختلاط پھر حق کے غلبہ کا مجموعی اثر آتا ہے اسے ایک شخص کی طرف منسوب کر دینا غلط ہے۔

(جاری ہے)